اُمّ عبدالرب

رمضان المبارک کی عبادات

① یہ روزہ کا مہینہ ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾[1]

"تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے تو وہ روزے رکھے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ نبویؐ میں ہے:

«مَن صَام رمضان إيمانًا واحتسابًا غُفر له ما تقدم من ذنبه»[2]

"جس نے رمضان کے روزے ایمان او راحتساب کے نیت سے رکھے، اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كل عمل ابن آدم إلا الصيام فإنّه لي وأنا أجزي به»[3]

"ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزہ کے۔ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"

② رمضان کی راتوں کا قیام اور عبادت بھی سنت سے ثابت ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من قام رمضان إيمانًا واحتسابًا غُفر له ما تقدم من ذنبه»[4]

"جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا، اس کے پہلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔"

---

۱ سورۃ البقرۃ:۱۸۵

۲ صحیح بخاری:۳۸

۳ ایضاً:۱۹۰۴

۴ ایضاً:۳۷

﴿ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝٦ ﴾[1]

”رات کا اُٹھنا نفس کو یقیناً زیر کرنیوالا ہے اور بات کو زیادہ درست بنانے والا ہے۔“

③ رمضان مبارک تلاوتِ قرآن کے لیے موزوں ترین وقت ہے:

عن أبي ذر رضي الله عنه قال صُمنا رسول الله ﷺ فلم يُصلّ بنا حتى بقي سبع من الشهر فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل ثم لم يقم بنا في السادسة وقام بنا في الخامسة حتى ذهب شطر الليل وقلنا له يارسول الله! لو نفلتنا بقية ليلتنا هٰذا؟ فقال: «إنه من قام مع الإمام حتى ينصرف، كُتب له قيام ليلة» ثم لم يصل بنا حتى بقي ثلاث من الشهر وصلىٰ بنا في الثالثة ودعا أهله ونساءه فقام بنا حتى تخوّفنا الفلاح. قلت له: وما الفلاح؟ قال: السّحور[2]

”سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ نے تئیسویں رات تک ہمیں رات کو نماز نہیں پڑھائی۔ جب رمضان کی سات راتیں رہ گئیں یعنی تئیسویں رات کو ہمیں قیام کروایا حتیٰ کہ تہائی رات گزر گئی پھر اس سے اگلی رات نماز نہ پڑھائی، لیکن پچیسویں رات کو آدھی رات تک نماز پڑھائی۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہماری آرزو تھی کہ آپ باقی رات بھی ہمیں نماز پڑھاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز میں شریک رہا، اُس کے لیے پوری رات کا قیام لکھ دیا گیا۔ پھر آپؐ نے ستائیسویں رات تک قیام نہ کروایا، پھر ستائیسویں رات کو کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ اپنے گھر والوں اور ازواجِ مطہرات کو بلایا۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا حتیٰ کہ ہمیں خوف ہوا کہ فلاح نکل جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ’الفلاح‘ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا: سحری۔“

④ یہ ذاتی اصلاح کا مہینہ ہے: فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«من لم يدع قول الزور والعمل به والجهل فليس لله حاجة أن يدع

---

1 سورۃ المزمل:٦

2 سنن ترمذی:٨٠٦

طعامه وشرابه»[1]

"جس نے جھوٹی بات، غلط حرکتیں اور جہالت کی باتیں نہ چھوڑیں تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ليس الصيام من الأكل والشرب إنما الصيام من اللّغو والرَّفث فإن سابك أحد أو جهل عليك فلتقل: إني صَائم، إني صَائم»[2]

"روزہ محض کھانا پینا چھوڑنا نہیں ہے بلکہ روزہ تو ہر بے فائدہ اور بے ہودہ کام اور جنسی حرکات وکلام سے بچنے کا نام ہے۔ لہٰذا اگر کوئی تمہیں گالی دے یا جہالت کی باتیں کرے تو کہو: میں روزے دار ہوں میں روزے دار ہوں۔"

⑤ یہ اپنے اندر صبر پیدا کرنے کا مہینہ ہے:

﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوٓا۟ أَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿١١١﴾﴾[3]

"بے شک میں آج کے دن ان کو ان کے صبر کی جزا دوں گا اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الصيام جُنّة وإذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب فإن سابه أحد أو قاتله فليقُل إني امرؤ صائم»[4]

"روزہ ڈھال ہے اور جس دن تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ وہ جنسی حرکات کرے اور نہ وہ شور مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ». زَادَ مُحْرِزٌ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ

1 صحیح بخاری: ۶۰۵۷

2 صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۹۶

3 سورۃ المؤمنون: ۱۱۱

4 صحیح بخاری: ۱۹۰۴، سنن نسائی: رقم ۲۲۱۷

رَسُولُ اللہ ﷺ: «الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ»[1]
"ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ صوم ہے، اور فرمایا: روزہ نصف صبر ہے۔"

⑥ رمضان ماہِ عبادت ہے!

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ احکم الحاکمین نے اس کائنات کو بنانے کے بعد اس کی نشوونما اور حیات کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ ذرا زمین پیاسی ہوئی، پتے زرد ہوئے، نباتات و جمادات بارانِ رحمت کے طلبگار ہوئے، انسان و حیوان پانی کو ترسے تو اللہ کی رحمت کو جوش آ گیا۔ ہوائیں چلیں، بدلیاں سمٹ سمٹا کر آئیں، اکٹھی ہوئیں، بجلیاں چمکیں اور اللہ کے حکم سے زمین سیراب ہونے لگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾﴾[2]

"وہی تو ہے جو بارش برساتا ہے، لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد اور اپنی رحمتیں پھیلاتا ہے اور وہ ولی ہے، حمید ہے۔"

وہ اللہ رب العزّت جو مادی حیات کا انتظام کرنے والے ہیں، وہ انسان کی روحانی حیات کا بھی بندوبست فرماتے ہیں۔ انسانیت جب اپنی ہی کوتاہیوں غلطیوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی بنا پر سسکنے لگتی ہے تو اللہ رحمٰن و رحیم کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ گیارہ ماہ انسان دنیاداریاں کر کے اللہ سے دور بہت دور نکل جاتا ہے۔ گناہوں کی دلدل میں پھنس کر گویا روحانی طور پر قریب المرگ ہو جاتا ہے۔ فسق و فجور کی تپتی لو ایمان کے چمنستان کو خزاں رسیدہ کر دیتی ہے۔ تو باری تعالیٰ رمضان المبارک کی صورت میں حیاتِ روحانی کا بندوبست کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«إذا دخل رمضانُ فتحت أبواب الجنّة وغلّقت أبواب جهنم وسُلسلت الشياطين» وفي رواية «أبواب الرحمة»[3]

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم

---

1 سنن ابن ماجہ: ۱۸۱۷

2 سورۃ الشوریٰ: ۲۸

3 صحیح بخاری: ۳۰۳۵

کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق رحمتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔"

انسان مادہ و روح دو چیزوں سے مرکب ہے۔ یہ بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عجب نظام ہے۔ اگر اس کا جسم مٹی سے بنا ہے تو اس کی خوراک تمام تر اسی مٹی سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی روح آسمانوں سے آئی ہے تو اس روح کی خوراک و حیات کا بندوبست بھی آسمانوں سے ہوتا ہے۔ وحی الٰہی اُترتی ہے جو انسان کی ہدایت کا باعث ہے۔ لاکھوں انبیا کی بعثت کے بعد اب جب کہ قیامت تک کوئی نبی نہیں آنا، اسی وحی اور نزولِ قرآن کی یاد کو اللہ تعالیٰ رمضان کی صورت زندہ کرتے رہتے ہیں: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ [1]

تو ماہِ رمضان ارواح کے لیے حیات کا پیغام لے کر آتا ہے۔ نیکی کی فضا بیک وقت تمام دنیا پر چھا جاتی ہے۔ یہ ماہ جونہی آتا ہے، مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ساری دنیا کے مسلمان ایک نشاط انگیز کیفیت محسوس کرتے ہیں۔ خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ اُنہیں یاد آتا ہے کہ ہدایتِ الٰہی کے سرچشمے اسی ماہِ حرا سے پھوٹے تھے۔ سو تلاوت، ذکر و فکر، عبادتِ الٰہی، شب بیداری، تراویح اور قیام کی رونقیں ہر سو نظر آنے لگتی ہیں۔

یقیناً اللہ ذو الجلال والاکرام نے ہر ماہ مسلمانوں کے لیے ایک انتہائی قیمتی سرمایہ بنایا ہے کہ جس میں وہ رات ہے جس کے بارے حق تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝﴾ [2]

اس ماہ سے کماحقہ فائدہ اُٹھانے کے لیے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ماہ کیسے گزارا اور کیا کیا اعمال بجالائے؟ یقیناً ہمارے لئے تمام کی تمام خیر آپ کی اتباع میں ہے۔ ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے اور جسم کو پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔

⑦ کثرت سے دعا کرنا: آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن للصائم عند فطره لدعوةً ما تردّ» [3]

---

1 سورۃ البقرۃ:۱۸۵

2 سوۃ القدر:۱،۲

3 سنن ابن ماجہ:۱۷۵۳، مستدرک حاکم:۱۴۲۲

"یقیناً روزہ دار کے لیے افطاری کے وقت کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔"

مزید فرمایا:

«ثلاث دعوات لا تردّ: دعوة الوالد ودعوة الصائم ودعوة المسافر»[1]

"تین دعائیں ردّ نہیں کی جاتیں: ۱۔ والد کی دعا، ۲۔ روزہ دار کی، ۳۔ مسافر کی دعا۔"

«إن لله تبارك وتعالىٰ عتقاء في كل يوم و ليلة يعني في رمضان وإن لكل مسلم في كل يوم وليلة دعوة مستجابة»[2]

"اللہ تبارک و تعالیٰ ہر دن اور ہر رات آزاد کرتے ہیں (جہنم سے)۔ یعنی رمضان میں اور ہر مسلمان کے لیے ہر دن اور ہر رات میں دعا قبول کی جاتی ہے۔"

⑧ صدقہ وخیرات کثرت سے کرنا:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير وكان أجود مايكون في رمضان حين يلقاه جبريل يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلخ يعرض عليه النبي ﷺ القرآن فإذا لقيه جبريل كان أجود بالخير من الريح المرسلة[3]

"آپ ﷺ بھلائیاں کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں اور بھی سخی ہو جاتے؛ جس وقت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے۔ جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ ﷺ سے ملتے۔ یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ آپ ﷺ جبریل علیہ السلام پر قرآن پیش کرتے تو جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو مال خرچ کرنے میں اس قدر سخی ہو جاتے جیسے تیز چھوڑی ہوئی ہوا ہو۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«من فطر صائمًا كان له مثل أجره غير أنه لا ينقص من أجر الصائم شيئًا»[4]

---

۱ السنن الکبری از بیہقی: ۶۴۸۴

۲ صحیح الترغیب والترہیب: ۱۰۰۲

۳ صحیح بخاری: ۱۹۰۲

۴ سنن ترمذی: ۸۰۷

’’جس کسی نے روزہ افطار کروایا تو اس کا اجر روزہ دار کے اجر کی مثل ہے، روزہ دار کے اجر میں کچھ بھی کمی کئے بغیر۔‘‘

⑨ **عمرہ کرنا:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں:

«عمرة في رمضان كحجة معي»[1]

’’رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔‘‘

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سنان انصاریہ سے پوچھا:

«ما منعك من الحج؟» قالت: أبو فلان تعني زوجها كان له ناضحان، حجّ علىٰ أحدهما والآخر يسقِي أرض لنا. قال: «فإن عمرة في رمضان تقضي حجة أوحجة معي»[2]

’’تو حج کرنے نہیں گئی؟ اُنہوں نے کہا: فلاں کے باپ یعنی اُس کے شوہر کے پاس دو اونٹ تھے۔ ایک پر وہ خود حج پر چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔‘‘

⑩ **سحری وافطاری:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن الله وملائكته يصلون على المتسحرين»[3]

’’بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔‘‘

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«تسحروا فإن في السحور بركة»[4]

’’تم سحری کیا کرو، یقیناً سحری میں برکت ہے۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

۱ المعجم الکبیر از طبرانی: ۱۱/۲۲۷

۲ صحیح بخاری: ۱۸۶۳

۳ السلسلۃ الصحیحۃ: ۳۴۰۹

۴ صحیح بخاری: ۱۹۲۳

كان رسول الله ﷺ يفطر علىٰ رطبات قبل أن يصلي فإن لم يكن رطبات فعلىٰ تمرات فإن لم يكن حسا حسوات من ماء[1]

"رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے روزہ افطار کرتے۔ اگر کھجوریں تازہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں کے ساتھ اور اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے گھونٹ کے ساتھ۔"

⑪ اعتکاف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان النبي ﷺ يعتكف في كل رمضان عشرة أيام. فلمّا كان العام الذي قبض فيه، اعتكف عشرين يومًا[2]

"نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تو جب وہ سال آیا جس میں آپ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أن النبي كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله ثم اعتكف أزواجه من بعده[3]

"رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو فوت کر لیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف بیٹھا کرتیں۔"

⑫ آخری دس راتوں میں ان تمام عبادات میں مزید محنت و کوشش کرنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إذا دخل العشر شد مئزره وأحيا ليله وأيقظ أهله[4]

"جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو کمر ہمت کس لیتے۔ اس کی راتوں کو خود

1 سنن ابوداود: ۲۳۵۶
2 صحیح بخاری: ۲۰۴۴
3 ایضاً: ۲۰۲۶
4 صحیح بخاری: ۲۰۲۴

بھی جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے۔"

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر مالايجتهد في غيره[1]

"رسول ﷺ باقی دنوں کی نسبت آخری عشرے میں خوب محنت وکوشش کرتے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أيقظوا صواحب الحجر»[2]

"حجرے والیوں کو جگاؤ۔"

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

كا ن لا يدخل البيت إلا لحاجة إذا كان معتكف[3]

"سوائے انتہائی ضرورت کے آپ ﷺ گھر میں داخل نہ ہوتے، جب آپ ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف میں ہوتے تھے۔"

⑭ لیلۃ القدر کی تلاش میں محنت:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۞ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۞ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۞﴾[4]

"لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور جبریل علیہ السلام اس میں اُترتے ہیں، اپنے ربّ کے حکم سے ہر معاملہ لیکر اور یہ رات طلوعِ فجر تک سراسر سلامتی ہے۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن هٰذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من ألف شهر من حرمها فقد حرم الخير كل ولا يُحرَم خيره إلا محروم»[5]

"یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار رات سے بہتر ہے۔

---

۱ صحیح مسلم: ۲۷۸۸

۲ صحیح بخاری: ۲۰۲۹

۳ ایضاً: ۱۱۵

۴ سورۃ القدر: ۳-۵

۵ سنن ابن ماجہ: ۱۶۴۴

جو شخص اس سے محروم رہا۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہااور اس رات کی بھلائیوں سے بدنصیب ہی محروم رہتا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

«من قام ليلة القدر إيمانًا واحتسابا غُفِر له ما تقدم من ذنبه»[1]

"جو لیلۃ القدر کو ایمان و احتساب سے قیام کرتا رہا، اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«التمسوها في العشر الأواخر من رمضان»[2]

"اسے رمضان کے پچھلے دس دنوں میں تلاش کرو۔"

"سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تحروا الليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر من رمضان»[3]

"لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی محنت کرو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہؓ کو لیلۃ القدر میں پڑھنے کے لیے یہ دعا سکھلائی:

«اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني»[4]

"اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں۔ معافیوں کو پسند کرتے ہیں۔ مجھے بھی معاف فرمائیں۔"

لیلۃ القدر کو جو فضیلت حاصل ہے، اس کا اصل سبب یہ ہے کہ اس رات میں قرآنِ مجید نازل ہوا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝﴾[5]

---

۱ صحیح بخاری: ۲۰۱۴

۲ ایضاً: ۱۸۸۱

۳ ایضاً: ۱۸۷۸

۴ سنن ترمذی: ۳۵۱۳، سنن ابن ماجہ: ۳۸۵۰

۵ سورۃ الدخان: ۱ تا ۳

”حم.. قسم ہے کتابِ مبین کی۔ یقیناً ہم نے اس کو نازل کیا لیلہ مبارکہ میں۔ یقیناً ہم ہی ڈرانے والے ہیں۔“

⑭ قرآن کریم کی کثرتِ تلاوت

رمضان میں کرنے والی تمام نیکیوں میں ایک اہم ترین مقام قرآنِ مجید کا ہے، کیونکہ رمضان اور لیلۃ القدر کی تمام فضیلتیں اسی کے نزول کے گرد گھومتی ہیں۔ یہی قرآن اس تمام خیر کا سرچشمہ ہے۔ اس لیے رمضان المبارک میں آپ ﷺ کا قرآنِ مجید سے تعلق پہلے کی نسبت بہت بڑھ جاتا۔

آپ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی میں آتا ہے:

وكان جبريل يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلِخ، يَعرِضُ عليه النبيُّ القرآنَ[1]

”اور جبریل علیہ السلام رمضان میں ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے یہاں تک کہ رمضان ختم ہو جاتا۔ نبی ﷺ آپ پر قرآن پڑھتے۔“

جبریل علیہ السلام آپ کو قرآنِ مجید سناتے، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

كان يعرض علىٰ النبي القرآن كل عام مرة فعرض عليه مرتين في العام الذي قبض فيه وكان يعتكف في كل عام عشرًا فاعتكف عشرين في العام الذي قبض فيه[2]

”ہر سال آپ ﷺ کو قرآن مجید سنایا جاتا اور جس سال آپ فوت ہوئے اس سال آپ ﷺ کو دو مرتبہ سنایا گیا اور آپ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے اور جس سال آپ ﷺ فوت ہوئے، آپ ﷺ نے ۲۰ دن کا اعتکاف کیا۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيامة. يقول الصيام: أي رب منعته الطعام والشهوات بالنهار فشَفِّعْني فيه ويقول القرآن

---

۱ صحیح بخاری:۱۹۰۲

۲ ایضاً:۹۹۹۸

منعته النوم باللّيل فشفعني فيه قال فيشفعان»[1]

''روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے ربّ! میں نے اسے کھانے پینے اور دن بھر کی شہوات سے روکے رکھا۔ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کی نیند سے روکے رکھا تو میری سفارش اِس کے حق میں قبول فرما۔ آپ ﷺ نے اطلاع دی کہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

یعنی رمضان میں دن کا سفارشی روزہ اور رات کا سفارشی قرآن ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي بأن يتغنى بالقرآن»[2]

''اللہ ربّ العزّت نے کوئی چیز اتنے اہتمام سے نہیں سنی، جتنے اہتمام سے نبی کو بہترین آواز سے قرآن پڑھتے سنا ہے۔''

یتغنی کا معنیٰ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن کے مطابق اونچی خوبصورت آواز میں پڑھنا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا حسد إلا في اثنتين رجل علمه الله القرآن فهو يتلوه آناء اليل وآناء النهار فسمعه جار له فقال ليتني أوتيت مثل ما أوتي فلان فعملت مثل ما يعمل»[3]

''دو آدمیوں کے سوا کسی پر رشک جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن سکھایا تو وہ اُسے دن رات تلاوت کرتا ہے۔ اس کا پڑوسی اسے سنتا ہے تو کہتا ہے، کاش! مجھے بھی اس جیسا قرآن کا علم ہوتا تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«يقول الرّب تبارك و تعالىٰ من شغله القرآن عن ذكري ومسألتي أعطيته أفضل ما أعطى السائلين. وفضل كلام الله علىٰ سائر

---

۱ مسند احمد: ج ۱۱/ ص ۶۶۲۶

۲ صحیح بخاری ۵۰۲۳

۳ صحیح بخاری: ۵۰۲۶

الکلام کفضل اللہ علی خلقہ»[1]

"اللہ رب العزّت فرماتے ہیں: جسے قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے مصروف رکھا تو میں اُسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کردوں گا اور اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر ایسے ہے جیسے اللہ کو اپنی مخلوقات پر فضیلت۔"

حضرت جبریل علیہ السلام جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا معارضہ فرماتے (جسے آج کل حفاظ 'دور' کہتے ہیں) وہ بھی رات کو ہوتا تھا۔ قیام اللیل بھی رات کا تھا، جس میں قرآن پڑھا جاتا تھا۔ اور یہ سب یعنی قرآن مجید کا پڑھنا اور اس سے نصیحت حاصل کرنا، اس سے ذاتی طور پر تقربِ الٰہی مقصود تھا۔ ذاتی تربیت و تزکیہ مراد تھا۔ اصلاً یہ پڑھنا تعلیم و تبلیغ کے لیے نہ تھا۔ اگر اصلاً یہ تبلیغ و تعلیم کے لیے ہوتا تو نبی اکرم ﷺ کا قرآنِ مجید جبرائیل امین علیہ السلام کو سنانے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ دور پر مبنی ہوتا کیونکہ ان کو تعلیم و تبلیغ کی اصل ضرورت تھی۔ یوں بھی رات کی عبادت تنہائی کی عبادت ہے۔ خلوت کی عبادت یا محض بارگاہِ الٰہی میں حضوری کی عبادت اور یہ عبادت وہ ہے جس کے بارے میں فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ ﴾[2]

اور تربیت و تزکیہ تو محض اللہ کی بارگاہ میں حضوری سے ہی ممکن ہے۔ تبھی تو اللہ رب العزّت اپنے اُس نبی اکرم ﷺ کو جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ کی رضا کے لیے، تبلیغ رسالت کا حق ادا کرنے میں گزرتا۔ اُمت کی خیر خواہی، ادائے امانت کا احساس آپؐ کو ہلکان کئے دیتا۔ حتیٰ کہ اللہ رب العزت خود فرماتے:

﴿ فَلَعَلَّكَ بَٰخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا۟ بِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَسَفًا ۝ ﴾[3]

"شاید اس قرآن پر لوگوں کے نہ ایمان لانے پر افسوس کے مارے آپ اپنے آپ کو ہلاک کرڈالیں گے۔"

سورۃ طٰہٰ میں ارشادِ باری ہے: ﴿ طه ۝ مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ ۝ ﴾

"طٰہٰ... ہم نے یہ قرآن آپ کو مصیبتوں میں ڈالنے کے لیے نازل نہیں کیا۔"

---

١ سنن ترمذی: ٢٩٢٦ (حسن غریب)

٢ سورۃ الدخان: آیت ٣

٣ سورۃ الکہف: آیت ٦

یعنی آپ اپنی اُمت کو قرآن سنا سنا کر ہلکان ہوتے، اس کی طرف دعوت کی اذیتیں برداشت کرتے، مخالفوں کے طعن و تشنیع سنتے۔ آپ کو برا بھلا کہا جاتا حتیٰ کہ آپ پر نادان وظالم دست درازی بھی کرتے، ان کے استخفاف و استحقار کا آپ سامنا کرتے۔ پھر انہی کے غم میں گھلتے اور دعائیں کرتے اور کبھی کبھار یہ جذبات حد سے بڑھ جاتے تو عجیب عجیب خیال آتے کہ شاید میں صحیح تبلیغ نہیں کر پا رہا۔ شاید اللہ فلاں معجزہ دکھلا دیں تو لوگ ایمان لے آئیں۔ شاید لوگوں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا تو... شاید... شاید!! یہ وہ مشقت تھی جس پر اللہ فرماتے: إن عليك إلا البلاغ!

رمضان المبارک تعلیم و تعلّم سے بڑھ کر ذاتی اصلاح و تربیت کا مہینہ ہے!

اس ساری تگ و تاز کا مقصد کیا تھا، ماسوا اللہ کی رضا کے؟ آیا یہ عبادت تھی کہ نہیں۔
لیکن اللہ ربّ العزّت کیا فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِيَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِيۡلًا ۝٦ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۝٧ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ۝٨ ﴾[1]

"دن میں تو آپ کو بڑے کام ہوتے ہیں۔ اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیجئے اور ہر طرف سے منقطع ہو کر صرف اُسی کی طرف متوجہ ہو جایئے"

اور یہ رات کو جاگنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ آپ کو رات کا جاگنا اس لیے ضروری ہے۔ نیز سورۃ الشرح میں اللہ نے فرمایا: ﴿ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝٧ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ۝٨ ﴾

"تو اے محمد ﷺ! جب آپ (دن کے کاموں سے) فارغ ہو جائیں تو محنت کریں اور اپنے ربّ کی طرف (عبادت کے ذریعے) رغبت کریں۔"

سو رمضان اسی تبتّل اور رغبت کا مہینہ ہے۔ اسی تبتل اور رغبت کے حصول کے لیے آخری عشرے میں اعتکاف مشروع فرمایا۔ جس کا معنیٰ ہی یہ ہے: بند رہنا، رُکے رہنا، اور کسی چیز کو لازم پکڑ لینا۔ شرعی اصطلاح میں کسی مسلمان کا عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنا۔ اس اعتکاف میں ایک مسلمان کا عبادت میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ اگر کوئی مُسلم فوت ہو جائے تو وہ اس کے جنازے میں شرکت بھی نہیں کرتا۔ اگر کوئی

---

1 سورۃ المزمل: آیت ٦ تا ٨

مریض ہو تو اس کی عیادت کو نہیں جاسکتا۔ اللہ کے ساتھ تعلق اس قدر غالب ہے کہ وہ دوسرے تمام تعلقات پر غالب آجاتا ہے۔

آپ ﷺ کی ہستی معلّم و اُستاد کی تھی۔ آپؐ کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ رمضان تو وہ مہینہ ہے جس میں دین کے معلّم و استاد کو بلکہ تمام ہی علما و مشائخ کو اپنی ذات کے لیے وعظ و نصیحت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تمام احادیث سے اساتذہ کے لیے یہی پیغام نکلتا ہے کہ وہ رمضان میں قرآن سے نصیحت اور عبادت سے تعلق الٰہی مضبوط بنائیں تاکہ پورا سال تازہ دم ہو کر دین کی خدمت کریں۔ رمضان اپنی ذات کے لئے نصیحت بالقرآن حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ گویا یہ مہینہ اللہ سے لو لگانے اور شمع ایمان کو پختہ کرنے، اور عوامی الفاظ میں اپنی بیٹری چارج کرنے کے لیے ہے۔

جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر دورہ کرتے تو سنت یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ علما کو چاہیے کہ وہ بھی باہم مل کر اپنے لیے قرآن کی مجالس کا اہتمام کریں اور ایک دوسرے کو قرآن سنا کر نصیحت کریں۔

ان عبادات و اعمال سے یہ سمجھ آتا ہے کہ رمضان اصلاً عبادت اور ذاتی تربیت کا مہینہ ہے، تعلیم و تبلیغ پر ہی اکتفا کرلینا رمضان المبارک کے عظیم و وسیع مقاصد کو پورا نہیں کرتا۔ جیسا کہ ہمارے ہاں کچھ سالوں سے یہ معمول ہی بن گیا کہ رمضان کو دورۃ القرآن یا دورۃ النحو، دورۃ اللغۃ العربیہ یا مزید ایسے ہی تعلیمی دوروں کے لیے مختص کرلیا گیا ہے، گویا رمضان تعلیم و تعلّم کا مہینہ ہی بن کر رہ گیا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید بہ نسبت دن کے، رات کو پڑھنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہر رات جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سناتے۔ ادھر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر رمضان ذاتی عبادت و تزکیے کی بجائے محض تعلیم و تبلیغ کا مہینہ ہوتا تو آپ ﷺ قرآن مجید کا یہ دورہ جبرئیل علیہ السلام کے سامنے نہیں بلکہ صحابہ ﷺ کے سامنے کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک سے کماحقہ استفادہ کرنے، زیادہ سے زیادہ عبادات بجالانے اور اپنی اصلاح و تربیت کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ واللہ الموفق والمستعان!